اینجانب

شکر کلبا نگ پریشاں میزنم
نقشے درعند لیبان میزنم

دہلی ابھی تک کچھ ہی امیر کابل آ گئے۔ اور ہندوستان کے فتح کے گیت اُن کے بعد گرام تک شایع ہو گئے۔ اور جا بجا تیاریاں بھی شروع ہو گئیں۔ خدا کرے کہیں پنی دھونک دے کر کبھی کا کھیل ہی بھنڈ ہو جائے۔ پھر اینجانب کی سمجھ کے بگڑے بکھر جانا کوئی مشکل نہیں سرحدی پہاڑ ہی نہیں کہ فتح ہی نہ ہو۔ ہندوستان کو اگلے پچھلے بادشاہوں نے ظاہری شیب ٹاپ اور تقریری طلائی سلہ ستارے کے گنجروں سے سونے کی چڑیا سمجھ رکھا ہے۔ بعض تو ادھر اُدھر سے آ کر اس جنت نشان میں بڑے بڑے پر تکلف شہروں میں قیامت تک کو رہ پڑے اور بعض حضرت آدم بنے گھل بھاگے بالکل بھاگے۔ سچ ہے قدرت کے کھیلوں میں کسی کھلاڑی کو دخل ہی کیا۔ جو اپنا گھر وندا بنائے۔۔۔ کہ اتنا ضرور ہے کہ ہندوستان کے فاقہ مست اپنے بادشاہی مہمان عزیز یا افسر یا تیز کی آمد کی ایسی خوشیاں مناتے اور ٹکٹکی باندھے ایسے منتظر رہتے ہیں۔ کہ واہ جی واہ۔ جیسے رمضان میں سے

چوں گوش روزہ دار برالله اکبر ست

مسلمان رئیس۔ ہندو امراء۔ ایرے غیرے نتھو خیرے سب کیس۔ سبھی تو بغلیں بجا رہے ہیں۔ اور اینجانب بغلیں جھانک رہے ہیں۔ کہ ہندوستانی آئے دن خطوں سے پہلے ہی ادت ہوتے بنگے اور بطاو بن رہے ہیں۔ اور بعضوں نے تو بڑوں کی صورت بنا رکھی ہے کہ جب مشکل کی جان عذاب میں ہو گی تو بڑوں کی جان پر صبر کرنا پڑیگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ افغانوں کی شور و فغاں کی بدولت کہیں ہر جیز کا رونا نہ پڑ جائے۔ جیس ہزار فوج کا جماؤ اور اتنی ہی بھیر بنگاہ کی بھیڑ بھاڑ اور امیر صاحب کی الگ۔ تین تین سو کوس تک کال نہ ڈالے تو جبھی کہنا۔ کہ ابھی سے ہر چیز کو آگ لگ گئی ہے۔ غضب ہے کہ تین پاؤ کا گھی۔ اور دو سیر کا تیل۔ سوٹے موٹے گیہوں دھیلے کا پڑت جوانوں کی چربی کھینچے ڈالتا ہے۔ خیر تو بخیر ہو گئی کہ آپ دھوپ چھاؤں کی طرح آئینگے جائینگے۔ اور دلی میں صرف چند روز رہ جائینگے۔ ورنہ شہر کے بے لمبی تان جاتے ہی دکھائی دیتے۔

نا سمجھ اتنا نہیں سمجھتے کہ ہماری گورنمنٹ دولتمند بھی بلا کی منتظم ہے بعد کی بوری کی لاتی ہے۔ وہی کلکتہ بمبئی کا سا بھاؤ نہ رہنے دے تو جبھی کہنا۔ اب کونسی بے بھاؤ کی کھا پی رہے ہیں۔ نا جوشی کے موقع پر نہیں دیکھا کہ کوڑیوں چیزیں دربار کے پیچھے کوڑیوں کے مول نیلام ہو گئیں۔ حضور شہنشاہ معظم کے عہد معدلت مہد میں دنیا کے لاکھوں بد تہذیب۔ تہذیب کے بانسوں پر چڑھ گئے۔ اگر یقین نہ ہو تو شی بانس کی نواب چلی سے پوچھ لیجئے کہ گود میں کھلانے لگی تھی۔ اور بے جانے پہچانے اینجانب سے تاریخی نام کی فرمایش کر بیٹھی تھی۔ بھلا کچھ ہوئی اس تنزل کے زمانہ میں کہیں ترقی کا ڈنڈا ہاتھ میں لئے پھرتا ہے۔ خدا کرے ہمارے بادشاہ کے مہمان عزیز جلد آئیں۔ لوگوں کے اشتیاق کی موہنیں کلا تو ہوئی جاتی ہیں۔ کوئی تقریب سے پہلے اگر قدم رنجگی کی خبر دیدے تو اینجانب اُس پہ سو جان سے قربان ہو جائیں سے

کہئے تو ہم تم سب کہ بت غالیہ مو آئے
اک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے

مگر یہ تو کہو کہ پشاور کا قلعہ پختہ ہے یا خام۔ نظر کے آڑے تو نہیں آتا۔ حضرت افغانوں کے شور و فغاں سے ڈر لگتا ہے۔ کہ وہ نام کے افغان ہیں۔ اور جہالت سے چھلے مزاج کے۔ بات بات پہ کسی کو چٹیا پکڑینگے۔ اور کسی کی جتیا بنگے۔ اور گلیوں کو ہگ ہگ کے ہم پولیس بنائیں گے۔ کوئی مصیبت زدہ پٹو کر اکڑ پٹا۔ بازاروں میں مرتا پیٹتا جھنجھا چلاتا فریادی بھی ہوا تو کیا؟ کہ ہندوستان میں تو تقریب ہی سے رونے پیٹنے کے دن جھنجھنے جلانے کی راتیں۔ مرثیہ خوانی کا موسم۔ عزاداری کی فصل آ جاتی ہے۔ جھنجھنے چنچنے کسی کی زبان میں کلمے پڑھا کرینا اور وہ گوکھرو بنے ملتی ہیں بھی انگیں۔ مگر کسی کی ترس نہ آئیگا۔ کہینگے کہ اپنی خوشی رونا ہے۔ یا گریہ شادی سمجھ لینگے۔ اسد اسد خیر سلا سے

سُنی امیر کی آمد علق ابھی سے ہے ⋄ کہ میرا تھا سے کچھ رنگ فق ابھی سے ہے
صدا سُنی نہیں توپوں کی گڑگڑاہٹ کی ⋄ کہ زلزلہ میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے
وہ آئے یا نہ آئے خدا کو ہے معلوم ⋄ مگر گرانی سے یاں سینہ شق ابھی سے ہے

بلغاریہ والے بدمذہب ہیں انکے بل غار میں پیجا کے نکالنے چاہئیں۔ اس سلطنت کا نقدہ کا زریں معاملہ جو ایک عرصے سے سنا کی کشاکش میں پڑا بڑھوٹ کھا رہا تھا۔ اب گھر کے نکلا ہے سلطنتوں نے کچھ ملک دبا کر اپنے خیال میں ترکی کی گویا ترکی ہی تمام کر دی ہے

[illegible]

یاران ہم قالب

ساقی نامہ

اے مرے نیک بخت ساقی ٭ اے مرے حق پرست ساقی
اے رکن رکین دین اسلام ٭ دو جگ میں ہو بالا ہو ترا نام
اے لائق عز و جاہ ساقی ٭ ہر دل میں ہو تیری چاہ ساقی
تو ناصر دین احمدی ہے ٭ تو واقف راز سرمدی ہے
پابند شرع شریف ساقی ٭ دشمن ہو ترا ضعیف ساقی
ہر سر میں بھرا ہے تیرا سودا ٭ ہے نوک زباں جو تیرا چرچا
آ پاس کہ لوں تیری بلائیں ٭ جی بھر کے دوں تجھے دعائیں
ہر دل میں ہو ذوق شوق تیرا ٭ ہو مرتبہ اور فوق تیرا
سننے والے پکاریں آمیں ٭ ہو کور الٰہی چشم بد بیں
ہے ہند پہ کیا بہار ساقی ٭ کچھ ایسا کیا سنگھار ساقی
ہے لطف پہ اب زمانہ ساقی ٭ گاتے ہیں سب ترانہ ساقی
ہر جا ہے خوشی کا ظہور ساقی ٭ راحت کا ہوا ہے دور ساقی
رونق پہ آج ہے زمانہ ٭ آتی ہے صدائے شادیانہ
شادی کا سبب بتاؤں تجھکو ٭ آ پاس مرے سناؤں تجھکو
ہے سب کی زباں پہ آجکل راگ ٭ مدت میں جاگے ہند کے بھاگ
بھر جلد تو ساقی جام میں مل ٭ آتے ہیں یہاں امیر کابل
ہوتے ہیں طرب کے آج ساماں ٭ آتے ہیں ہمارے شہ کے مہماں
اے بادہ کشوں کے پیر ساقی ٭ سن لے مافی الضمیر ساقی
گو کی یہ آنے کی خوشی ہے ٭ مستوں نے جو آج خوب پی ہے
ہے شاد ہند کی گورنمنٹ ٭ فرحاں ہے آج پارلیمنٹ
دعوت کے ہوئے ہیں ساماں ٭ آئیں گے امیر یاں پہ مہماں
آپس میں ملینگے شاہ دونوں ٭ الفت کی کرینگے راہ دونوں
اب آگے کیا لکھوں میں حالت ٭ دم بھر کو نہیں ہے مجھے فرصت
ساقی نامہ یہہ لکھ رہا تھا ٭ یکبار ہوا الم یہ پیدا
شادی میں ہوا ملال کیسا ٭ یارب ہوا یہہ حال کیسا
دل پر کوہ الم گرا ہے ٭ جز صبر کے اور چارہ کیا ہے

تاریخ ہے پانچویں نومبر ٭ سن چھ ہے عیسوی مقرر
وہ شنبہ ہے اور ماہ رمضاں ٭ تاریخ ہے سترہ مری جاں
پیدا ہوئی گھر میں آج دختر ٭ پھر وہ ہوا ایسے حال ابتر
جانبر نہ ہوئی گذر گئی وہ ٭ دنیا سے کوچ کر گئی وہ
خاموش بیاں ہے صبر لازم ٭ ہر چند ہے دل پہ جبر لازم

راقم بیان شعر ادی
بقلم ظریف الزماں کوسوی

نوٹ۔ حضرت اینجانب بھی ہمدردی کرتے ہیں ٭ قدیم دہلوی

بقیہ صفحہ گذشتہ

چنبیلی کی البیلی وضع پر سرو شیدا۔ مہندی کی ٹہنیوں پر چاندنی لوٹ پوٹ ہے چاند کے سینہ پر داغ اور دل میں چوٹ ہے۔ گیا انکے کنارے ہری دوب مخملی مخمل سے مرغوب و خوب۔ درختوں کے قطارے۔ نہیں دودھ بھرے پیالے وسط باغ میں ایک بارہ دری سر سے پاؤں تک سنگ سرخ سے گل رنگ اُس پر سنگ مرمر کے حاشیے کا نرالا ڈھنگ۔ تخت طاؤس بچھا ہوا۔ اُسپر ایک پری پیکر بیٹھے ناز و ادا سے رونق افروز ہے

برس چند رہ پایا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

اسکے سراپا حسن کے سراپا لکھنے کی تاب کہاں۔ ہنگ وہ ہنگ کہ عاشق تنگ دل ہمیشہ ہنگ میں رہے۔ اُسکی زلف پر خم باعتبار درازی و رسائی عمر خضر شب ہجر۔ جبین مبین باعتبار نور افگنی کے آفتاب حشر۔ ماہتاب دو ہفتہ۔ صبح صادق سے اُسکے ابرو کو۔ باعتبار اُسکی دلکشی کے طغرا۔ قوس قزح۔ مژگاں کو باعتبار ناوک افگنی کے خنجر۔ تیغ۔ سنستواں ناک کو باعتبار دلکشی کے الف کل مشبہ۔ رخسار لالہ زار کو لالہ بیداغ۔ گلستان ارم۔ لعل کانی لعل سرخ۔ ذرہ۔ قطرہ۔ نقطہ جیم میم۔ باقوتی لب کو۔ مرجان۔ گل غنچہ۔ قند مکرر۔ لعل فسوں ساز۔ کوزہ نبات۔ یا مصری کی ڈلی کہنی چاہئے۔ غرض سراپا حسن میں غرق۔ مانی و بہزاد کی اوسنے صنعت گری پر غش غش۔ اُسکی صورت زیبا کے تصور میں خامش۔ دنیا مافیہا سے بے خبر۔ تخت زمردیں پریزاد کا ہوا میں پرواز کئے آسمان سے اُترنے۔ وہ پری پیکر با ناز و ادا خوش و خرم اُسپر سوار ہوئی۔ پریزادوں نے پر کھولے۔ ساعت کی ساعت میں تخت آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ پرستان

[illegible] ہے - دن میں پیچ جو شمت سے انکی نور [illegible] دور [illegible] وہ
[illegible] کی جھلک - نکلوں کی جھلک - نکھیں یا کھلنت - [illegible] چکنی
[illegible] کو کو - وہ دنیا کی شیریں کلامی - [illegible] سب [illegible]
[illegible] گیا - اس وقت سے دیکھ رہا ہوں [illegible] انتظار ہو رہی ہیں آتی - [illegible]
[illegible] ہے کہ شکر کچھ دل کی جڑ میں نکلیں - شاید کہ زبان ہم آہنگ ہو
اپنی قلم فرسائی سے جمیع اہل کرم کو غم والم سے سبکدوش کریں - جس سے
[illegible] انکا انجام دین و دنیا میں بخیر انجام ہو ۔

راقم نقی دہلوی از حیدرآباد دکن

نکیلی چھبیلی - سلام لیجئے - تسلیم بار جناب کی منتظر آنکھیں تو آپکے جواب کے
انتظار میں پتھرا گئیں - مدتوں تک جب دیکھ چکا کہ خود بدولت تشریف کا تیقن نہیں ہوتا
تو پھر خوشامد کی سوجھی - آخر میری درخواست کا آپنے کیا فیصلہ کیا - کم از کم ہست یا
نیست کا تو جواب دیتے - حضرت میں وہ نہیں جو آج منھی منھی باتیں بنا آپ کا
دل خوش کر دوں کہ آپ میری درخواست منظور کرلیں اور بعد کو کوئیں جھکایا کروں
اور جو خواہشیں میرے سپرد کی جائیں ساتھ ہیں پابندی کے ساتھ نہ بنکوں وہ تو کوئی
اور ہی حضرات ہونگے - بہر حال ہمارے سوالات کے منہ توڑ جواب سننے کے
منتظر رہو جاؤ اور اپنے ناظرین کو بھی سناؤ کہ انہیں بھی تذکرہ کے لطف آئیں

کالے بابو

ہم راست کو ناراست اور ناراست کو راست کر سکتے ہیں - وہ کیسے ؟
کیونکہ ہمارے کل دانشمند ہم قوم ہیں - ہماری رائے کے مطابق کرینگے - پھر کیا اگر
چاہیں تو بہتیرے مسلمانوں کی عزت اتروا ڈالیں -
کیا فی الحقیقت یہ راست ہے ! جی تو کیا اب بھی مسلمانی دنیا ہے - وہ دن
گئے جو خلیل خاں فاختہ اڑاتے تھے - چونکہ خواب غفلت سے بیدار ہو
ہمارا ہی کیا حقیقت ہے یہاں تو اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سپرنٹنڈنٹ بابو کو الزام
لگاتے دیر ہی نہ لگے - معافی ہی مانگنی پڑے - اور تم پڑی کچھ جو ہی کیا نعمت
ہے - او لو کھلم کھلا سنو - میں بابو - نائب بابو - پولیس چیرٹین بابو -
انسپکٹر پولیس بنگالی ہیں بلکہ پولیس اسٹاف بیاہا میری بلا لائی آدمی کے
یہاں بہت کچھ رواج رہا - مگر نہیں میں اس طرف خیال نہیں کرتا -
اینجانب - کیا کہوں سے افسر سے کام پڑا ہے - انکی گفتگو سے سلیم - خود

آپکی رضی ہونے کی تصدیق کر رہی ہے -
ایک شریف - آپ کون ؟ الحمد - اپ مجھ ہی کو نہیں جانتے - چھاپے سے
یہیں کسی جگہ کا شہر کوتوال ہوں - کسی سے آپ کو نکال اور [illegible]
ہیں مبتلا منظور ہے تو [illegible] رکھتے ہیں - ورنہ ابھی قائم [illegible]
آپکی خبر ہی بگڑ جاتا ہوں - میرے نہایت سے [illegible]
ہے - شاید تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں یہاں کا آنریری مجسٹریٹ ہوں
جیسے چاہو کر گزر وہیں آگے دیکھونگا - بہت خوب تو آپکے خلاف بادروٹ
کا خاتمہ ریورٹ ابھی تیار ہی ہے - ابھی حضرت میں رشوت کا تذکرہ ہی کرتا
گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں - میں سزا ہی کیوں نہ پاؤں - میں رشوت ہرگز نہیں لینے کا
آپنے کیا دینے دینے کی رٹ لگائی ہے - مجھے سرپرست کی زندگی یا مدرسہ کا تجربہ تو
نہیں تصور کر لیا - اگر ایسا ہی لینے کا شوق چرایا ہے تو بڑی والوں سے مگر
اپنی درخواست کرو وہ جو دھری ہیں پورا انتظام کرینگے -
حضرت جہاں آپکو اپنی بزرگی پر گھمنڈ کا غرہ ہے وہاں مجھے اپنے ہم قوم آفیسر
پر ناز ہے - علاوہ ریورٹ تحریری آج اُن سے تمام کو فکر تمہارے خلاف
کیا کچھ نہیں کہہ آتا ہوں -
کوتوال صاحب عفت کی باتوں میں آپ دماغ نہ کھائیں - مختصر یہ کہ جو کچھ
ہو آپ کر گزریں - جماروں کی بددعا سے جانور نہیں مرتے ؎
دوست جب اپنے خدا کچھ نہیں پروا مونس
کیا کریگا کوئی حاسد مرا دشمن بن کر ✦
صاحب - کل علی الصباح مجھے ٹور پر جانا ہے - آپ اپنے دونوں گھوڑے
ڈاک کے لئے روانہ فرمائیے -
جواب - اینجانب کے دونوں سائیس کو انفلوئنزا ہو گیا ہے - گھوڑے
نہیں جا سکتے انکی داشت کون کریگا -
اعلیحضرت اس جواب پر کچے بھوت کیا شیطان ہی ہو گئے چشم مبارک پر
کچھ ایسی سرخی نازل ہوئی کہ گویا وہ بوتل برانڈی ہی تو چڑھالی ہے چپل نہ دی
نے دن تراق پراق صاحب کلکٹر بہادر سے شکایت کر دی - کہ منتظم
بے ایمان و راشی ہے - کل دعایا کر بنگالہ چھوڑا - اپنے لینڈ کی تو خبر نہ لی -
اور دوسروں کی بھولی پر انگشت نما ہو تھے - صاحب بہادر بیٹھے ٹھہرے
والے سیدھے بورڈ مین تھے ہی ہمارے کالے بابو کی بات پر وثوق کیوں
نہ کرتے - مجسٹریٹ یہ قصہ سن کیفیت طلب کر دی - مسٹر شیر نے بھی کلکٹر

بہادر کے یہاں کچھ ایسے دندان شکن جواب دیئے - کہ اب بھی تو نمود والے میاں مجبو کے دانت کھٹے ہو گئے - کچھ بن ہی نہ پڑے ؎

موزیوں کے کاٹنے سے کب کٹے ہے راہ عشق
کون کہتا ہے آنا جانا بند ہو جائے گا

بھیا پنچ - تمہارا کیا انصاف اس مادہ میں ہے بھئی میرا تو یہ خیال عام ہے کہ جہاں ایسے ریسے خیالات کے حضرات رہے تو پبلک بے موت ماری جاتی ہے - خدا وہ زمانہ نہ لائے کہ ہمیں یا ہماری قوم کو یہ مصیبت جھیلنی پڑے - باز آئے ہمیں ایسے حضرات کی ضرورت نہیں +

راقم - داغ دل بڑھ بڑھ کے بسکٹ ہو گئے

جناب مسٹر دہلی پنچ صاحب - آداب و تسلیم - بصد تعظیم و تکریم - کہئے حضرت ہماری غیر حاضری نے تو آپکے دل میں طرح طرح کے خیال پر ملال سے آپکے خیال کی ٹکسال کو جنجال میں ڈالکر آپکے قرعہ نیک کو بھی بد فال بنا دیا ہوگا سچ تو یوں ہے کہ جس دن سے مولانا وحشت وحشت میں نفر دہوئے اور مسٹر جناب کی طرح غائب غلہ کا صیغہ گردان گئے - ابدولت نے بھی تڑپتے لوٹتے کوچہ قاتل کے مقابل واصل ہونے کے سائل بنکر بسمل آسا سہنے لگے پھر کہئے ایسی شکل میں تغافل نہ ہو تو کیا - نہیں نہیں درحقیقت اینجانب علیہ الرحمت تو کچھ دنوں تک تصلی کی شدت سے آدمیت راہ دیکر بالاجت میت کے غم صحبت کی مصیبت میں شرکت کرتے رہے - بعدازاں شادی خانہ آبادی میں مبارکبادی کے غل غپاڑہ میں غریبوں کے ہمراہ بے پرواہ تمام رنگا انسانیت کو زیر نگاہ رکھکر شریک ہوتے رہے - دیکھئے محلہ میں ایک جگہہ شادی تھی - نوشہ صاحب نے اینجانب کو بھی بلایا - خیر بابدولت وا قبال چٹ پٹ چٹ پٹ جوئیں جوتا بلاتے مع چند احباب با آب و تاب آنجناب کے دولت خانہ تک بے حجاب پہونچے - پان - تمباکو - سگریٹ حقہ اغیرہ وغیرہ کا انتظام تمام لوگوں کی خوشنودی کے مطابق تھا - جتنے پینے کو جو گردن اٹھائی تو سوائے غریبوں کے اور کوئی صاحب نظر نہ آئے - اور اگر تھے بھی تو دو ایک گویا وہ نہیں کی گنتی میں تھے - امراء کو گدھے کے سینگ کی طرح غائب غلہ پایا - انہیں دو ایک کی گنتی میں ہمارے کرمفرما وکیل صاحب موجود تھے - جو ہر شادی و غمی میں شرکت کرتے ہیں - اور مسلمان بھائیوں کو دیکھئے کہ وہ کہیں نہیں جاتے - چند صاحب ایسے ہیں کہ دو چار صاحب ساتھ لیکر جو غریبوں کے یہاں جانے بھی ہیں - تو کھانے میں شریک نہیں ہوتے اور امیروں کے یہاں ساڑھے تین تین جڑھ جاتے ہیں + بقلم ۱۵ د

اگر یونہیں پانی برستا رہیگا
تو گلیوں میں کا ہیکو رستا رہیگا

جناب ایڈیٹر صاحب - تسلیم - کنوار کی ناگوار برسات نے اول تو مکانات کے ساتھ وہ بدسلوکی کی کہ سیکڑوں مکان منہدم ہوکر چٹیل میدان بنگئے - بیسیوں جانیں غذا اجل ہوگئیں - اکثر ہرے بھرے درخت ہوا کے تیز و تند جھونکوں سے اکھڑ کر جا پڑے - کہیں سے کہیں دوسری فصل کی حالت بلکہ مخصوص کاشت میں یہ ایک بڑا تغیر پیدا ہوگیا - صدہا شہتے سیلاب بلا میں بہہ گئی - ہزارہا جانور گرداب فنا میں آگئے - تین یوم تک وہ طوفان باراں رہا کہ الامان والحفیظ - ہم جس مکان میں فروکش ہیں - اسکی حالت خام ہونے کے باعث نہایت خطرناک تھی - یہ معلوم ہوتا تھا - کہ اب گرا اب چلا - ملازمان قحط سالی سے ہماری حالت ان روزوں کچھ مل جل گئی تھی - کہ بال برابر فرق نہ تھا - جب کوئی بوند پانی کی آسمان سے گرتی تھی - ساتھ ہی ہمارے جسم سے ایک بوند خون کی خشک ہو جاتی اس میں شبہ نہیں کہ بعض مواقع پر رحمت الہی بھی ہم جیسے بد حواس لوگوں کے لئے زحمت کی شکل بنجاتی ہے - لیکن ایسے معاملات اور واقعات پیش آنے کے باعث قدرت کے ہر دو عزیز منظر کی شناخت ایک دشوار گذار ہو جایا کرتی ہے اس میں کب اور کس کو انکار ہو سکتا ہے - کہ قدرت کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں - قدرت کے معاملات گو بظاہر ستم رسانی کا پہلو لئے ہوئے ہمکو معلوم ہونے لگتے ہیں - لیکن حقیقتاً وہ درپردہ ہماری بہتری پر مبنی ہوتے ہیں - بعض جہلا جو ایسے شدید واقعات کے متحمل نہ ہوکے منہ سے بیجا اول فول بک اٹھتے ہیں اور حد کفر کو پہونچکر قعر جہنم کے مستحق بنجاتے ہیں - انکو چاہئے کہ معاملات قدرت میں سوائے اسکے ؎

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

کچھ چون و چرا نہ کریں اور عذاب جہنم کے مستحق نہ بنا کریں +

راقم - اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
جعفر بیاں متھراوی از کوسی کلاں